مطبوعات

OUR LEADERS

از جناب چودھری محمد اکبر صاحب بی، اے، بی ٹی۔
شائع کردہ: مکتبہ چراغ راہ، ۹ لوٹیا بلڈنگ، رام باغ روڈ۔ کراچی۔
قیمت مجلد: چار روپے۔

یہ کتاب پاکستان کی اس پیچ در پیچ سیاسی صورتِ حالات کی وضاحت کرتی ہے جو مغربی اور اسلامی رجحانات کی شدید ذہنی کشمکش کے تحت نمودار ہوئی ہے۔ علاوہ بریں اس میں اُن نازک ذمہ داریوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو قراردادِ مقاصد کے پاس ہو جانے کے بعد ملتِ پاکستان پر، اور خصوصیت سے اس کے لیڈروں کے سر آپڑی ہیں۔ اس خاص موضوع پر چونکہ پہلی باقاعدہ اور جامع کوشش یہی ہے، اس وجہ سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پاکستان کی داخلی سیاست کا پورا پورا شعور حاصل کرنے کے لئے ہمارے انگریزی خواں نوجوانوں کو لازماً اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

حقیقت میں اس کتاب کا مرکزی مقصد قوم کے لیڈروں کے وعدوں اور ان کے طرزِ عمل کے تضاد کا تجزیہ کر کے اصلاحِ احوال کی دعوت دینا ہے، لیکن ضمناً جناب مولف نے اسلامی نظام کی حقیقت و ماہیت کو مغربی جمہوریت اور اشتراکیت کے مقابلے میں رکھ کر جس طرح ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے اور "اسلامی سوشلزم" اور "اسلامی جمہوریت" کی اصطلاحات کے صحیح مفہوم کو جس طرح نکھارا اور نتھارا ہے اُس نے کتاب کے مقاصد کو بہت وسعت دے دی اور اس کی قدر و قیمت میں نمایاں اضافہ کر دیا ہے۔ پھر اسلامی نظامِ زندگی کو برپا کرنے کی جدوجہد کے خلاف جتنے معقول اور غیر معقول دلائل پیش کئے جاتے ہیں، ان کے اطمینان بخش جوابات بھی بڑی صفائی سے دیئے گئے ہیں۔ کتاب کا ایک ضمیمہ قراردادِ مقاصد کے تعارف پر مشتمل ہے اور دوسرا ضمیمہ اسلامی نظام کے اُن دستوری خاکوں کو پیش کرتا ہے جو مولانا محمد اسد سابق ڈائرکٹر محکمۂ تعمیرِ اسلامیات اور مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعتِ اسلامی کے تحقیقی مطالعہ اور اجتہادی تدبر کے مظہر ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ "وارننگ اینڈ اپیل" کے آخری باب میں پاکستان کی قیادت پر اتمامِ حجت کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، چنانچہ مؤلف نے ایک مسلم کے نقطۂ نظر سے تاریخ انسانی کو سامنے رکھ کر یہ قانونِ فطرت اربابِ قیادت کے سامنے رکھ دیا ہے کہ:

"ہر قیادت کے بُرے اور بھلے کارنامے ایک حساس میزان پر تُلتے رہتے ہیں، اور جونہی کسی قیادت کی تخریبی کارروائیاں اس کی تعمیری خدمات سے زیادہ بوجھل ہوجاتی ہیں، اُسے برطرف کردیا جاتا ہے۔ مشیتِ الٰہی صرف اس قیادت کو برداشت کرتی ہے جو کم سے کم ناگزیر اخلاق کے معیار پر پوری اترتی ہو، پھر جب وہ اِس معیار سے نیچے گرنے لگتی ہے تو مشیت اس کو انتباہ کرتی ہے، اور پھر اگر اس کا اخلاقی انحطاط حد سے بڑھ جاتا ہے تو اسے نیست و نابود کردیتی ہے۔"

لیکن اب حالات اُس مرحلے سے آگے نکل چکے ہیں، جب کہ قیادت کی اصلاح کے لئے وارننگ اور اپیل کے کارگر ہونے کی تھوڑی بہت امید کی جاسکتی تھی۔ قراردادِ مقاصد کے مصنفین کی زبانوں سے جو خوشنما الفاظ ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان پارلیمنٹ کی چھت کے نیچے نشر ہورہے تھے، اُن کے مطابق عوام کو قیادت کی روش میں جن فوری تبدیلیوں کے رونما ہونے کا امکان محسوس ہوا تھا اُس پر ہمارے اکابر کے بالکل اُلٹے طرزِ عمل نے پوری طرح پانی پھیر دیا ہے۔ اب پاکستان کے تمام ذہین عناصر اس پر متفق ہیں کہ قراردادِ مقاصد کے مقدس الفاظ میں اگر معنی پیدا کئے جاسکتے ہیں تو صرف اس طرح کہ موجودہ قیادت کو برطرف کرکے نئی صالح قیادت کو بروئے کار لایا جائے۔ ورنہ موجودہ قیادت کے بحال رہنے یا آئندہ انتخابات میں دوبارہ برسرِ عمل آجانے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ ۱۲۔ مارچ کو ملت پاکستان نے اقوامِ عالم کے روبرو جس جہانی انقلاب کی علمبرداری کا بیڑا اٹھایا تھا، اسے بپا کرنے کی نااہلیت کا ثبوت دے کر وہ اپنا اٹھایا ہوا قدم واپس لے لے۔

پس کتاب کا خاتمہ انقلابِ قیادت کی دعوت اور اُس سے تعلق رکھنے والے مسائل و مباحث پر ہونا چاہیئے تھا، لیکن کتاب اپنے اصل مقام سے پیچھے رہ گئی ہے۔ تاہم اِس کوتاہی کے باوجود دوسرے پہلوؤں سے ہم اس کی افادیت کا اعتراف کرتے ہیں۔

چودھری صاحب نے چونکہ اپنی زندگی تعلیم کے مشغلے میں گذاری ہے، اس وجہ سے افہام و تفہیم اور

تشریح و تجزیہ آپ کا مخصوص فن ہے جس کے اثرات پوری کتاب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ میں لوئیس فشر کے طرزِ تحریر کا بھی خفیف سا تاثر پایا جاتا ہے۔ (ن۔ ص)